''کوئی قادیانی مسلم اکثریت والے گاؤں کا نمبردار نہیں ہوسکتا''

عرضِ حال

فیصل آباد (لائل پور) کے ایک گاؤں کی نمبرداری کی سیٹ خالی ہونے پر دیگر امیدواروں کے علاوہ قادیانی بھی نمبرداری کے لیے آئے۔ معاملہ اسسٹنٹ کمشنر کے سپرد ہوا۔ انہوں نے جانچ پڑتال کے بعد مسلمان کو نمبرداری تفویض کردی۔ ان دنوں فیصل آباد سرگودھا ڈویژن میں شامل تھا۔ قادیانی گروہ نے' سرگودھا کمشنر کے ہاں اپیل دائر کی' جو خارج کردی گئی۔ انہوں نے ریونیو بورڈ میں اور وہاں سے مسترد ہونے پر عدالت عالیہ لاہور میں رٹ دائر کردی۔ لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس میاں محبوب احمد نے کیس کی سماعت کی اور قادیانی موقف کو کمزور قرار دے کر رٹ خارج کر دی۔ عزت ماب میاں محبوب احمد صاحب لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس بھی مقرر ہوئے اور بعد ازاں وفاقی شرعی عدالت کے چیف جسٹس کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ حق تعالیٰ ان کی عزتوں میں برکت نصیب فرمائیں۔ یہ فیصلہ بھی کتاب میں شامل کرنے پر خوشی ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی مرضیات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

والسلام

عزیز الرحمٰن جالندھری

دفتر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملتان' پاکستان-24 اکتوبر 1993ء

لاہور ہائی کورٹ لاہور

(ابتدائی معلومات)

رٹ پٹیشن نمبر 5637____ لغایت 1981

فریقین: مسعود احمد......درخواست گزار

بنام

(ممبر ریونیو بورڈ آف ریونیو دیگران

مسئول علیہان

ریفرنس: CLC.1982.357

پیروی: مظفر قادر---درخواست گزار کی طرف سے پیش ہوئے

تاریخ فیصلہ: 2 دسمبر 1981ء

فیصلہ

جناب جسٹس میاں محبوب احمد

یہ رٹ پٹیشن جو عبوری دستور کے حکم مجریہ 1981 بشمول قوانین کے (مسلسل نفاذ) کے حکم مجریہ 1977 کے تحت دائر کی گئی ہے۔

مورخہ 10.9.81، 19.7.77 اور 31.1.77 کو علی الترتیب فاضل ممبر (ریونیو) بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور کمشنر سرگودھا ڈویژن سرگودھا اور اسسٹنٹ کمشنر/کلکٹر لائل پور کے جاری کردہ احکام کو چیلنج کیا گیا ہے۔

حقائق جن کا اس پٹیشن کی اغراض کے لیے اختصار کے ساتھ بیان کرنا ضروری ہے، یہ ہیں کہ ظفرالحق نمبردار چک 121 ج-ب، تحصیل و ضلع لائل پور کی وفات پر خالی اسامی کو پر کرنے کے لیے ایک عام اعلان کے ذریعے درخواستیں طلب کی گئیں۔

صدر دین نامی شخص کو اے-سی/کلکٹر لائل پور کے حکم سے 30.11.72 کو نمبردار مقرر کر دیا گیا۔ اس تقرری کو کمشنر سرگودھا ڈویژن کی عدالت میں چیلنج کیا گیا، جس نے مورخہ 29.5.73 کے حکم کی رُو سے اے-سی/کلکٹر لائل پور کو ازسرنو تصفیہ کے لیے بھجوا دیا۔

صدر دین نے کمشنر سرگودھا ڈویژن کے حکم کے خلاف فاضل ممبر (ریونیو) بورڈ آف ریونیو پنجاب کی عدالت میں اپیل دائر کی تو وہ بھی خارج کر دی گئی۔ اس پر اس نے ہائی کورٹ میں رٹ (رٹ پٹیشن نمبر 1936 لغایت 1973) دائر کر دی۔ صدر دین پٹیشن کی سماعت کے دوران چل بسا۔ اس پٹیشن میں ہائی کورٹ کے صادر کردہ فیصلہ کے پیش نظر مقابلہ میں شریک امیدواروں کو سننے اور سفارشات پیش کرنے کے لیے معاملہ تحصیل دار کو بھیج دیا گیا۔

لائل پور کے فاضل اے-سی-/کلکٹر نے تحصیل دار کی سفارشات موصول ہونے پر تینوں امیدواروں کی خوبیوں/خامیوں کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد آخر کار اپنے حکم مورخہ 31.1.77 کی رُو سے محمد منیر مسئول الیہ نمبر 4 کو نمبردار مقرر کر دیا۔ فاضل اے-سی نے جن باتوں کو وزن دیا، وہ حسب ذیل تھیں:

1- یہ کہ محمد منیر زیادہ اراضی (102 کنال 14 مرلے) کا مالک تھا۔

-2 یہ کہ وہ اکثریتی برادری سے تعلق رکھتا تھا۔

-3 یہ کہ وہ سول ڈیفنس کا ممبر تھا اور

-4 یہ کہ وہ گاؤں میں اثر ورسوخ رکھتا تھا اور عزت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ جہاں تک اس منصب کے لیے مقابلہ میں شریک امیدواروں یعنی عبدالمجید اور مسعود احمد کا تعلق ہے' فاضل اے-سی نے دیکھا کہ وہ دونوں' چک میں رہائش نہیں رکھتے۔ ان میں سے ایک جرمنی میں مقیم تھا جب کہ دوسرے مسعود احمد درخواست گزار کی سکونت سرگودھا میں تھی' جہاں وہ کتابیں بیچنے کا کاروبار کرتا تھا۔ وہ کم اراضی کے مالک تھے اور اقلیتی برادری سے تعلق رکھتے تھے' یعنی احمدی تھے۔

اے-سی/کلکٹر کے حکم پر مطمئن نہ ہوتے ہوئے درخواست گزار نے کمشنر سرگودھا ڈویژن کے ہاں اپیل کی جس نے اپنے حکم مورخہ 19.7.77 کی رُو سے اسے کالعدم کر دیا۔ فاضل کمشنر نے اے-سی/کلکٹر کی تجویز (Findings) سے اتفاق کیا اور یہ بھی دیکھا کہ درخواست گزار کے بچہ نے حال ہی میں گاؤں کے سکول میں داخلہ لیا ہے اور یہ کہ وہ علاقہ کے راشن ڈپو سے کوئی راشن حاصل نہیں کر رہا۔ اس نے نتیجہ اخذ کیا کہ یہ عوامل بھی اس امرِ واقعہ کو تقویت پہنچاتے ہیں کہ درخواست گزار (مسعود احمد) چک میں رہائش پذیر نہیں ہے' چنانچہ اس کے کیس پر مغربی پاکستان قواعد مالیہ اراضی 1968ء کے تحت قاعدہ 18(2) میں شامل نااہلیت کا اطلاق ہوتا ہے یعنی وہ نااہل ہے۔

سائل نے فاضل کمشنر کے حکم سے بھی خود کو مظلوم سمجھتے ہوئے فاضل ممبر (ریونیو) بورڈ آف ریونیو کے ہاں نظر ثانی کی درخواست دے دی' جس نے اپنے حکم مورخہ 10.9.81 کے تحت سابقہ فیصلہ کو اس بناء پر کالعدم قرار دیا کہ نچلی دونوں عدالتیں اپنی تجویز میں متفق الرائے ہیں' اس لیے زیرِ نظر آئینی پٹیشن دائر کی گئی ہے۔

سائل کے فاضل وکیل کا استدلال تھا کہ نچلے دونوں فورموں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ نمبردار کی تقرری مغربی پاکستان قواعد لگان اراضی مجریہ 1968ء کے قاعدہ 17 کے تحت کی گئی ہے' معاملہ کا غلط فیصلہ کر دیا اور یہ حقیقت نظر انداز کر دی کہ یہ محض جانشین کی تقرری کا کیس ہے جس پر قواعد مذکورہ بالا کے قاعدہ 19 کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس نے مزید دلیل دی کہ احمدی ہونا کوئی نااہلیت نہیں کیونکہ نمبرداری کا فیصلہ ''ارائیں''، ''جاٹ''، ''راجپوت''، ''گوجر'' اور ''سید'' وغیرہ ہونے کی بنیاد پر کیا جاتا ہے' مذہب کی بنیاد پر نہیں۔ اور یہ کہ سائل کے احمدی ہونے کی وجہ سے نچلی عدالتوں نے تعصب

سے کام لیتے ہوئے اس کے خلاف غلطی پر مبنی فیصلہ صادر کیا۔

مجھے افسوس ہے کہ سائل کی طرف سے پیش کردہ دلائل میں کوئی وزن نہیں۔

سماعت کرنے والے مقتدر حکام نے نمبردار کی تقرری کے معاملہ کو قاعدہ 17 کے تحت نہیں سمجھا بلکہ قاعدہ 19 کے تحت لیا ہے۔ صادر کردہ احکام پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ سماعت کے دوران مختلف امیدواروں کی خوبیوں اور خامیوں کو جانچا گیا تھا اور واقعاتی تجویز کی روشنی میں جس پر نچلی تمام عدالتیں متفق ہیں' یہ فیصلہ کیا گیا کہ مسئول الیہ نمبر 4 درخواست گزار کے مقابلے میں زیادہ موزوں ہے۔ درخواست گزار کے مرحوم کے ساتھ رشتہ پر بھی غور کیا گیا' لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ وہ علاقہ سے غیر حاضر رہتا ہے اور چک میں رہائش نہیں رکھتا بلکہ کہیں اور سرگودھا میں کاروبار کرتا ہے۔ اپنے فرائض ادا نہیں کر سکے گا۔ پس اس پر مذکورہ بالا قواعد کے قاعدہ 18(2) کا اطلاق ہوتا ہے۔ قاعدہ 19 کی تشریح کلکٹر کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ ایسے شخص کو بحیثیت نمبردار مقرر کرنے سے انکار کر دے جو وارث کے طور پر اس منصب کے لیے ایسی بنیاد پر دعویٰ کر رہا ہے جو نمبردار کے منصب سے اس کی برطرفی کا جواز فراہم کرتی ہے۔ معاملہ کی اس نوعیت کے پیش نظر قاعدہ 19 کے تحت نمبردار کا تقرر کرتے وقت قاعدہ 18(2)(سی) کو ملا کر پڑھا جا سکتا ہے۔ اس لیے مسئول الیہ نمبر 4 کی بطور نمبردار تقرری کرنے اور سائل کو نااہل قرار دینے میں کسی استثناء سے کام نہیں لیا جا سکتا۔

سائل کی طرف سے دی گئی دوسری دلیل میں بھی کوئی وزن نہیں۔ درخواست گزار کا احمدی ہونا واحد سبب نہیں تھا' جسے نچلی عدالتوں نے نمبرداری کے نااہل قرار دینے کے لیے وزن دیا۔ حقیقت میں جس چیز کو اہمیت دی گئی وہ یہ تھی کہ سائل گاؤں کا رہائشی نہیں ہے بلکہ سرگودھا شہر میں رہتا ہے' جہاں وہ کتب فروشی کرتا ہے۔ صرف یہی نہیں' ریکارڈ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سائل کے بچوں کو حال ہی میں گاؤں کے سکول میں داخل کرایا گیا ہے۔ بظاہر یہ دکھانے کے لیے کہ وہ وہاں رہائش رکھتا ہے۔ اس نے یہ بھی دیکھا کہ سائل علاقہ کے راشن ڈپو سے راشن نہیں لیتا۔ اس واقعاتی تجویز کے مطابق نمبردار کی حیثیت سے سائل کی تقرری درست نہیں تھی کیونکہ اس پر مغربی پاکستان قواعد لگان مجریہ 1968ء کے قاعدہ 18(2)(سی) میں مذکور نااہلیت کا اطلاق ہوتا ہے۔

فاضل اے-سی/کلکٹر نیز فاضل کمشنر کے صادر کردہ احکام کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے سائل کے احمدی ہونے کے عامل کو ثانوی نوعیت کا سمجھا اور اس نکتہ پر نچلی عدالتوں کے آبزرویشنز سے بظاہر اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

بصورت دیگر بھی اس عامل کی بنا پر کسی استثنا کو بروئے کار نہیں لایا جا سکتا کیونکہ تقابلی مطالعہ کر کے فاضل اے-سی اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ گاؤں میں 65 مسلم مالکان ہیں، جبکہ احمدی مالکان کی تعداد سات آٹھ سے زیادہ نہیں۔ اس لیے اکثریت اس برادری کی ہے، جس سے مسئول الیہ نمبر 4 تعلق رکھتا ہے۔ فاضل کمشنر نے بھی ریکارڈ ملاحظہ کر کے دیکھا ہے کہ گاؤں کے باشندے درخواست گزار کو یا اس کی برادری سے تعلق رکھنے والے کسی فرد کو بطور نمبردار قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اگر سائل کو گاؤں کا نمبردار مقرر کر دیا جاتا تو نمبرداری کا کام صحیح طریقے سے انجام نہیں دیا جا سکتا تھا۔

مزید برآں نچلی عدالتوں نے سائل کو نمبرداری کے لیے نااہل قرار دینے کی جو وجوہ بتائی ہیں، وہ متفقہ واقعاتی تجویز پر مبنی ہیں۔ اب یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ نچلی عدالتوں اور حکام نے جن متنازعہ امور کو حل کر دیا ہے، وہ عدالت ہذا کے آئینی اختیار سماعت میں قابل چیلنج نہیں، خواہ وہ فیصلہ غلطی پر مبنی ہو۔ (حوالہ کے لئے دیکھئے محمد حسین منیر و دیگران بنام سکندر و دیگران) (پی-ایل-ڈی 1974 ایس-سی 139)

زیر بحث مقدمہ میں نہ صرف سائل کی سکونت سے متعلق واقعاتی تجویز پر اتفاق رائے موجود ہے جو ریکارڈ کے ملاحظہ پر مبنی ہے، اس لیے ایسی تجویز پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ درخواست کے ساتھ ضمیمہ جات الف، جی، ایچ اور جے کی صورت میں جو دستاویزات یہ ظاہر کرنے کے لیے منسلک کی گئی ہیں کہ سائل گاؤں میں ہی رہتا ہے، وہ فاضل اے-سی/کلکٹر کا فیصلہ صادر ہونے کے بعد کی تاریخوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے چند فاضل کمشنر کے فیصلہ کی تاریخ سے چند دن پہلے کی ہیں۔ کمشنر نے یہ دستاویزات ملاحظہ کی ہیں، جس کا اظہار اس حقیقت سے ہوتا ہے کہ اس نے ضمیمہ ''الف'' کے بارے میں اس رائے کا اظہار کیا کہ درخواست گزار نے اپنے بچوں کو گاؤں کے سکول میں حال ہی میں نمبرداری پر اپنا استحقاق ثابت کرنے کی غرض سے داخل کرایا ہے۔ تاہم سرگودھا میں اس کے اعتراف کردہ کاروبار اور اس حقیقت کی بنیاد پر وہ علاقائی ڈپو سے راشن نہیں لے رہا، یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ درخواست دہندہ گاؤں کا سکونتی نہیں ہے۔ بظاہر ایسی تجویز میں عدالت ہذا کے آئینی اختیار سماعت کے اندر رہتے ہوئے مداخلت نہیں کی جا سکتی۔

مقدمہ کے آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ نمبردار کی تقرری کا معاملہ لازماً ایک انتظامی کارروائی ہے اور کسی شخص کو اس منصب پر تقرری کا دعویٰ کرنے کا محفوظ حق حاصل نہیں۔

نمبردار کی تقرری پر لاگو ہونے والے قواعد کے مجموعی مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی شخص کو کوئی قانونی حق تفویض نہیں کرتے بلکہ ہدایتی نوعیت کے ہیں جو مجاز حکام کے جانشین نمبردار کے چناؤ میں راہنمائی کرتے ہیں۔ ان قواعد کے پس پردہ یہ مقصد کارفرما ہے کہ ایسے شخص کا تقرر کیا جائے جو تقرر کنندہ حاکم کی رائے میں اہل امیدواروں میں سب سے بہتر ہو اور ایسی تقرری کی جانچ پڑتال 1967ء کے مغربی پاکستان مالیہ اراضی ایکٹ کی رُو سے انتظامیہ پر چھوڑ دی گئی ہے۔ بصورتِ دیگر بھی معاملات کی نوعیت کے پیش نظر جانشین نمبردار کی سلیکشن یا چناؤ کا کام محکمہ مال کے افسران پر چھوڑ دینا چاہیے جو اپنے تجربے' تربیت اور علاقائی امور کے بارے میں معلومات کی بناء پر مناسب انتخاب کرنے کی بہتر پوزیشن میں ہوتے ہیں۔ پس نمبردار کی تقرری کا مسئلہ ایسا نہیں کہ اس کے تعین کے لیے اس عدالت کے آئینی اختیارِ سماعت سے مدد لی جائے۔

گزشتہ بحث کے پیش نظر مجھے اس رٹ پٹیشن میں کوئی میرٹ دکھائی نہیں دیتا۔ چنانچہ اسے خارج کیا جاتا ہے۔

دستخط

جسٹس میاں محبوب احمد

جج لاہور ہائی کورٹ

(سی۔ ایل۔ سی 1982' صفحہ 357)